

تیس سے اوپر نہیں، نیچے ہی ہوگی۔

نصرت اللہ بیگ خاں نے مرحوم بھائی کے یتیم بچوں کی پرورش اپنے ذمے لے لی۔ مرہٹوں کی طرف سے انھیں آگرہ میں صوبیداری کا منصب حاصل تھا۔ جب آگرہ ۱۸۰۳ء میں انگریزوں نے فتح کر لیا تو نصرت اللہ بیگ خاں کو چار سو سوار کا رسالہ بنا دیا اور ایک ہزار سات سو روپے ماہانہ مشاہرہ مقرر کیا۔ پھر نصرت اللہ بیگ نے ضلع متھرا کے دو پرگنوں (سونک اور سونسا) مرہٹوں سے بہ زور چھین لیے۔ لارڈ لیک نے یہ پرگنوں بھی تاحیات انھیں کے حوالے کر دیئے ان کی آمدنی لاکھ ڈیڑھ لاکھ بتائی جاتی تھی۔ اس طرح چند سال بہ اطمینان گزر گئے۔

قیام دہلی اور وفات: یہ حالات تھے، جن میں غالب نے ہوش کی آنکھ کھولی۔ ناتا بہت بڑے رئیس اور جاگیردار تھے۔ چچا بھی بہت بڑے تنخواہ دار اور رئیس تھے۔ باپ اور دادا کا پایہ بھی بہت بلند تھا اور یہ امر محتاج تصریح نہیں کہ انیسویں صدی کے اوائل میں اس قسم کے خوشگوار خاندانی حالات بہت کم لوگوں کو میسر تھے۔ اچانک ۱۸۰۶ء میں نصرت اللہ بیگ خاں بھی غالباً میدان جنگ ہی میں تذر اجل ہوئے۔ ساتھ ہی رسالہ ٹوٹ گیا، تنخواہ ختم ہو گئی، جاگیر واپس لے لی گئی اور متوفی کے متعلقین کے لیے پہلے دس ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ ایک ماہ بعد اس وظیفے کو گھٹا کر پانچ ہزار کر دیا گیا۔ پھر اس رقم میں سے دو ہزار ایک ایسے شخص کے لیے تجویز ہوئے، جسے نصرت اللہ بیگ خاں کے خاندان سے کوئی ایسا تعلق نہ تھا کہ وظیفے میں از روئے استحقاق حصہ دار بن سکتا۔ گویا مرحوم کے اصل متعلقین کے لیے صرف تین ہزار روپے سالانہ رہ گئے۔ ان میں سے ڈیڑھ ہزار بہ حصہ مساوی عبد اللہ بیگ خاں کے دو بیٹوں کے لیے تھے، ساڑھے سات سو میرزا غالب کے اور اتنے ہی میرزا یوسف کے لیے۔

نصرت اللہ بیگ خاں کی شادی نواب احمد بخش خاں والی فیروز پور بھر کا ولوبارو کی ہمیشہ سے ہوئی تھی اور بعض ارباب علم و نظر کا خیال ہے کہ دونوں خاندانوں میں پہلے بھی اس قسم کے روابط موجود تھے۔ اس بنا پر میرزا غالب کی شادی ۱۲۵ھ (۱۸۰۹ء اگست ۱۸ء) کو نواب احمد بخش کے چھوٹے بھائی نواب الہی بخش خاں معروف کی صاحبزادی امراؤ بیگم سے